Publisher: Faculty of Arabic & Islamic Studies
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Website: https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jmi

Vol.25 Issue: 01 (Junary – June 2026)

Date of Publication: 30- JUNE 2026

eISSN: 2664-0171,

pISSN: 1992-8556

معارفِ اسلامی

Title	قواعد شریعت، الیکٹرانک معاہدات (E-Contracts) قبولیت، مجلسِ عقد اور گواہی کے معاصر اطلاقات Shariah Principles: Contemporary Applications of Acceptance in Electronic Contracts, Contractual Sessions (Majlis-e-Aqd), and Testimony
Authors & Affiliations	***Hafiz Haroon Ahmad*** *PhD Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore* ***Dr Saeed Ahmad Saeedi*** *Associate Professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore*
Dates	*Received :* 24-02-2026 *Accepted:* 02-04-2025 *Published:* 30-06-2026
Page	*164-182*
Citation	
Copyright	قواعد شریعت، الیکٹرانک معاہدات (E-Contracts) قبولیت، مجلسِ عقد اور گواہی کے معاصر اطلاقات Shariah Principles: Contemporary Applications of Acceptance in Electronic Contracts, Contractual Sessions (Majlis-e-Aqd), and Testimony
Publisher	Faculty of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan https://aiou.edu.pk/

Indexing & Abstracting Agencies

IRI(AIOU)	HJRS(HEC)	Tehqiqat	Asian Indexing	Research Bib	Atla RDB	SIS
Islamic Research Index	HJRS HEC Journal Recognition System	تحقیقات	Asian Research Index	Academic Resource Index ResearchBib	ATLA Religion Database	SIS

قواعد شریعت، الیکٹرانک معاہدات (E-Contracts) قبولیت، مجلسِ عقد اور گواہی کے معاصر اطلاقات

Shariah Principles: Contemporary Applications of Acceptance in Electronic Contracts, Contractual Sessions (Majlis-e-Aqd), and Testimony

Abstract:

This article aims to present an analysis of the modern applications of electronic contracts in the light of Islamic Sharia, with special reference to juristic (fiqh) principles. The primary objective is to clarify the relevant issues, particularly in the contemporary context of the session of contract (majlis al-aqd), acceptance and testimony. This study explains that the fundamental principles of Islamic law are as follows: every action is judged according to its purpose; in contracts, real consideration is given to intentions and meanings rather than merely to words and outward expressions; and neither should harm be inflicted nor should harm be reciprocated. In the digital age, these fundamental principles remain effective in their original form and can be applied to modern circumstances as well. The study clarifies that acceptance conducted through online platforms, email and digital signatures can be considered legally valid from a juristic (Islamic) perspective, provided that the consent of both parties is clearly established and there is no ambiguity in the offer and acceptance. Likewise, the concept of Majlis al-Aqd (the session of contract) is understood not in terms of physical or temporal unity, but rather on the principle of effective communication, under which a virtual session may also be regarded as a valid Shar'I session. In the domain of testimony, digital records and electronic evidence are regarded, in the context of contemporary juristic discourse, as supportive forms of proof. Consequently, this research emphasizes that the flexible and principle-based structure of Islamic law is not in any way in conflict with modern technology; rather, with proper juristic understanding, electronic contracts can be effectively incorporated within the Shar'I framework, making it possible to fulfill contemporary legal and economic needs.

Key words: Islamic Jurisprudence, Flexibility, E Contracts, Online platforms, Technology

تعارف

عصرِ حاضر میں کاروباری و معاشی سرگرمیاں مادی قیود سے نکل کر ورچوئل دور میں داخل ہو چکی ہیں، جس کی وجہ سے قواعد شریعت کے روایتی اسلوب و منہج کو نئے تناظر میں سمجھنے کی ضرورت ناگزیر ہے۔ شریعت اسلامیہ کا بنیادی اصول "العبرة في العقود للمقاصد والمعاني، لا للألفاظ والمباني"[i]۔ یعنی معاہدات میں اصل اعتبار مقاصد اور معانی کا ہوتا ہے، نہ کہ محض الفاظ اور ظاہری ساخت کا، یہ اصول الیکٹرانک معاہدات کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ جب ہم ورچوئل پلیٹ فارمز پر کوئی معاہدہ یا خریداری کرتے ہیں تو شریعت کی رُو سے "ایجاب و قبول" کا عمل، ای میل، کلک یا ڈیجیٹل پیغام کے ذریعے پایہ تکمیل تک پہنچتا ہے۔ دورِ حاضر میں فقہی بصیرت اس بات کا

تقاضا کرتی ہے کہ جس طرح ماضی میں تحریری خط و کتابت کو معاملہ کا ذریعہ بنایا جاتا تھا، اِسی طریقے کو بنیاد بناتے ہوئے اور قیاس کرتے ہوئے، ویب سائٹ کے فارمز اور ورچوئل دستخط فریقین کے ارادے اور حتمی رضامندی کا مستند اظہار ہیں۔

مجلسِ عقد کے قدیم تصور کو موجودہ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی نے ایک نئی بلندی اور وسعت دی ہے، اب "مجلس" صرف ایک بازار یا کمرے تک محدود نہیں رہی، بلکہ "اتحادِ زمان" (ایک ہی وقت میں جڑے ہونا) نے ورچوئل مجلس کو بھی وہی شرعی مقام یا حیثیت دے دی ہے جو عام طور پر روایتی مجلس کو حاصل تھی۔ لائیو چیٹ یا ویڈیو کانفرنس کے ذریعے ہونے والے معاملات میں جب تک رابطہ برقرار رہتا ہے تو خیارِ مجلس (سودے کو منسوخ کرنے کا حق) برقرار رہتا ہے۔ اسی طرح عصرِ حاضر میں شہادت کے باب میں ایک بڑی انقلابی تبدیلی واقع ہوئی ہے، روایتی گواہوں کے متبادل اب سسٹم لاگز، ڈیجیٹل ریکارڈز اور بلاک چین جیسے ناقابلِ نفی و تردید شواہد نے لے لی ہے۔

قواعدِ شریعت میں "قرائن قاطعہ" (ٹھوس شواہد) کو ہمیشہ سے وقعت و اہمیت دی گئی ہے، لہٰذا انکریٹڈ فائلیں اور کمپیوٹرائزڈ معاصر معاملات و تنازعات کے حل میں ایک مضبوط و قوی گواہ کے طور پر تسلیم کی جاتی ہیں۔ الغرض الیکٹرانک معاہدے شریعت اسلامیہ کے ان دائمی اصولوں کے عین مطابق ہیں جو شفافیت، عدل اور نزاع کے خاتمے پر زور دیتے ہیں۔

اسلامی قانون نے عصرِ حاضر کے نئے مسائل کو حل کرنے کے لیے کلیدی کردار ادا کیا ہے، انہی مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ اور پہلو "عقدِ غائب" کا ہے، جہاں فریقین ایک دوسرے کے سامنے موجود نہیں ہوتے، جسے قدیم فقہاء نے خط و کتابت کے تحت مانا تھا۔ آج یہی تصور، ای کامرس اور انٹرنیٹ پروٹوکولز کی بنیاد بنا ہے، اس کی مثال یوں دی جاسکتی ہے کہ جب کوئی خریدار انٹرنیٹ کے ذریعے کوئی خریداری کرتا ہے تو شریعتِ اسلامیہ کی رُو سے یہ "بیع التعاطی" کی ایک جدید شکل ہے، جہاں صرف زبانی الفاظ کی بجائے ڈیجیٹل تصدیق اور عمل کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

زیرِ نظر آرٹیکل میں اس امر کی وضاحت کی جائے گی کہ قواعدِ شریعت کے ابدی اصول جدید ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے ساتھ مکمل ہم آہنگی رکھتے ہیں۔ الیکٹرانک معاہدوں میں "ایجاب و قبول" کا مدار فریقین کی باہمی رضامندی پر ہے جسے ڈیجیٹل دستخط کے ذریعے قبول کیا گیا ہے۔ مجلسِ عقد کا جدید تصور اب کسی جگہ کی بجائے "وقت کے ملاپ" (Real time Connection) پر قائم ہے، جس کی مدد سے طویل فاصلوں کے باوجود معاملات کے انعقاد کو شرعی تحفظ فراہم کیا ہے۔ الغرض شریعت ان الیکٹرانک معاہدات کو تسلیم کرتی ہے جس میں شفافیت، سچائی اور عدل کے تقاضے پورے ہوں اور کسی دھوکہ یا سود کا شبہ نہ ہو۔

قواعدِ شریعت:

لفظ "قواعدِ شریعت" سے مراد وہ بنیادی ضوابط، قواعد، اصول اور کلیات ہیں جن کی مدد سے اسلامی قانون (فقہ) کی تفہیم، تشریح اور نفاذ کو عملی طور پر نافذ کیا جاتا ہے۔ یہ موضوع بہت وسعت رکھتا ہے، جس کی تفہیم کے لیے ہم اِسے تین اہم حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

1۔ مقاصدِ شریعت

مقاصدِ شریعت سے مراد ہماری مصلحتِ شریعت کی محافظت ہے اور شریعت کا بنیادی مقصد ہی انسان کی فلاح، آسانی اور مصلحتوں کے ذریعے انسان سے مشقت کو دور کرنا ہے، اس سلسلے میں مقصدِ خلقِ خدا پانچ چیزوں سے عبارت ہے:

- دین کی حفاظت: عبادات اور جہاد و دعوت کے اصول و احکامات
- جان کی حفاظت: حرمتِ دماء اور قوانینِ دیت و قصاص
- عقل کی حفاظت: مسکرات کی ممانعت اور استیصال
- نسل کی حفاظت: ترغیب سننِ نکاح اور فحاشی و عریانی کا سدِباب
- مال کی حفاظت: انسدادِ سرقہ کے قوانین اور تجارتی ضوابط و اخلاقیات[ii]

ہر وہ عمل یا چیز جو اِن بیان کردہ پانچ چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہے اسے مصلحت میں شمار کیا جائے گا اور ہر وہ عمل جو ان چیزوں کے لیے مفسدہ یا خطرہ ہو گی اِسے دور کرنا مصلحت کہلائے گا[iii]۔

2۔ فقہی قواعد

تین حصوں میں سے دوسرا اہم حصہ ان کلی فقہی قاعدوں پر مشتمل ہے جو نہایت اعلیٰ و شاندار ہیں۔ اِن کی تعداد کافی زیادہ ہے اور اِن سے معاونت حاصل کی جاتی ہے، یہ مرکب ہیں شریعت کے بے شمار جزئی احکام سے متعلق اسرار و رموز اور حکمتوں پر[iv]۔ فقہاء کرام نے بڑی محنت، لگن اور کوشش سے ہزاروں مسائل کو یکجا کر کے بنیادی اصولوں کو جمع کیا ہے جو کہ زندگی کے تمام شعبوں میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ قواعد شریعت کا واحد مقصد انسانی زندگی میں مشقت ختم کر کے آسانیاں پیدا کرنا ہے، یہ قانون جامد نہیں ہیں بلکہ اصول و قیود میں رہتے ہوئے ہر دور کے نئے مسائل کا حل پیش کرتے ہیں۔

تجارت معاملات یا لین دین کے متعلق فقہی قواعد

فقہاء کرام نے ہزاروں مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے انہیں سمیٹا اور اسی بنیاد پر اصولوں کو مرتب کیا ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی کرتے ہیں:

1۔ الاصل فی المعاملات الاباحۃ

عبادات کے برعکس، تجارتی معاملات میں اصل حکم "آسانی" اور "جواز" ہے۔ امام شاطبیؒ رقمطراز ہیں:

"الأمر قد يكون للإباحة"[v]۔ یعنی کسی خاص معاہدے یا تجارت میں اسلامی قانون کی طرف سے کوئی واضح ممانعت نہ آجائے (جیسے دھوکہ، سود یا حرام اشیاء کا لین دین) اس کا کرنا جائز ہے۔ اس قاعدے کا واحد مقصد تجارتی وسعت کو برقرار رکھنا اور معاشرتی و سماجی ضرورتوں کو پورا کرنے میں مدد دینا ہے۔

2۔الْعِبْرَة فِي الْعُقُود للمقاصد والمعاني، لَا للألفاظ والمباني

"معاہدوں میں اعتبار مقاصد اور معانی کا ہوتا ہے، نہ کہ الفاظ اور ظاہری ساخت کا"[vi]۔ معاہدات میں زیادہ اہمیت نیت اور مقصد کو دی جاتی ہے، ورچوئل یا الیکٹرانک معاہدوں میں روایتی دستخط نہیں ہوتے لیکن اگر فریقین کی نیت واضح ہو اور رضامندی بھی ہو تو وہ شرعی اعتبار سے معتبر مانے جاتے ہیں۔

3۔الكتابة الالكترونية كا لكتابة الخطية

"وَالْكِتَابَةُ الَّتِي تَقُومُ مَقَامَ اللَّفْظِ هِيَ الْكِتَابَةُ الْمُسْتَبِينَةُ الْمَرْسُومَةُ كَالْكِتَابَةِ عَلَى الصَّحِيفَةِ أَو الْحَائِطِ أَوِ الأَرْضِ"[vii]۔

"ایسی تحریر جو لفظ بولنے کے قائم مقام ہوتی ہے وہ واضح اور لکھی ہوئی تحریر ہے جیسے کسی کاغذ، دیوار یا زمین پر لکھی گئی"۔ ایسی تحریر جو لکھی گئی ہو اور محفوظ ہو جیسے ڈیجیٹل دستخط وہی کام کرتے ہیں جو ایک حقیقی دستخط کرتے ہیں لہٰذا الیکٹرانک ریکارڈ شرعی اور قانونی ثبوت کے طور پر قبول کیا جاسکتا ہے۔

4۔بيع المعاطاة

"بيع المعاطاة أو بيع المراوضة :هو أن يتفق المتعاقدان على ثمن ومثمن، ويعطيا من غير إيجاب ولا قبول، وقد يوجد لفظ من أحدهما"[viii]۔

"بیع معاطاۃ سے مراد وہ معاملات جس میں ایجاب و قبول (زبانی الفاظ) کی بجائے باہمی رضامندی ہونا ہے کیونکہ اس میں اصل مقصود رضامندی ہے اور وہ معاطاۃ سے حاصل ہو جاتی ہے"[ix]۔ عصرِ حاضر میں ڈیجیٹل لین دین میں کمپیوٹر کی سکرین پر "کلک" کرنا، "متفق" ہونے کے درجے میں ہے یہی "معاطاۃ" کی جدید شکل ہے۔ یہ عملی رضامندی جسے بٹن دبا کر ظاہر کیا جاتا ہے، عقد کے منعقد ہونے میں کافی ہے۔

5۔المشقة تجلب التيسير

اس فقہی قاعدے کا معنی و مقصود شریعت کے کئی نصوص سے اخذ کیا گیا ہے، علامہ شاطبی لکھتے ہیں:

"إن الأدلة على رفع الحرج في هذه الأمة بلغت مبلغ القطع"[x]۔ شریعت اسلامیہ کے بنیادی مقاصد میں سے ایک اہم مقصد مشکل کو دور کر کے آسانی پیدا کرنا ہے، یہ قاعدہ تجارتی لین دین میں الیکٹرانک معاہدات کے تحت بخوبی نافذ ہوتا ہے۔ انٹرنیٹ کے ذریعے پوری دنیا میں کہیں بھی معاہدہ کرنا اور تجارت کرنا، انسانوں کے لیے بڑی سہولت کا سبب ہے۔ اسلامی فقہ میں "عرف" کو خاصی اہمیت دی گئی ہے اور عصرِ حاضر میں الیکٹرانک معاہدات عرف بن چکا ہے۔

3۔ماخذ شریعت

شریعت کے قواعد اخذ کرنے کے چار بڑے ذرائع ہیں[xi]:

- قرآن کریم: قطعی الدلالت قوانین
- سنتِ نبوی ﷺ: قرآن کریم کا عملی نمونہ اور تشریح
- اجماع: نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد اُمت محمدیہ کے مجتہدین کا کسی حکم شرعی پر اتفاق کر لینا "اجماع" کہلاتا ہے۔
- قیاس: ایسا مسئلہ جس کے متعلق نص موجود نہ ہو، اس کو اس مسئلہ سے ملانا جس کے متعلق نص وارد ہو "قیاس" ہے۔

الیکٹرانک معاہدات

عصرِ حاضر میں الیکٹرونک تجارت بہت تیزی سے تجارتی و معاشرتی معاملات کو اپنے کنٹرول میں لے رہی ہے بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ بہت سے تجارتی گروپس نے اسے مروجہ تجارت کے نعم البدل کے طور پر اختیار کر لیا ہے۔ الیکٹرانک تجارت میں انٹرنیٹ کے ذریعے تجارت کی جاتی ہے یا تجارتی سرگرمیوں کو ڈیجیٹل ذرائع سے تکمیل تک پہنچایا جاتا ہے۔

علماء عرب اس تجارت کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"هی عمليات الاعلان والتعريف للبضائع والخدمات،ثم تنفيذ عمليات عقد الصفقات وابرام العقود،ثم الشراء والبيع لتلك البضائع والخدمات،ثم سداد القيمة الشرائية عابر شبكات الاتصال المختلفة سواء الانترنت او غيرها من الشبكات التى تربط بين المشترى والبائع"[xii]۔

"اس طریقہ تجارت میں خدمات اور سامان کا اعلان و تشہیر کی جاتی ہے، پھر لین دین پر عمل ہوتا ہے اور معاملات کو انجام دیا جاتا ہے، پھر ان خدمات اور سامان کا لین دین کیا جاتا ہے، اس کے بعد مختلف برقی ذرائع کی مدد سے قیمت ادا

کی جاتی ہے، خواہ وہ ڈیجیٹل نیٹ ورک کے طریقے ہوں یا دوسرے ترسیلی ذرائع جو فروخت کنندہ اور مشتری کے درمیان رابطہ قائم کرتے ہیں"۔

آن لائن تجارت کے بنیادی عناصر

- فریقین: فروخت کنندہ اور خریدار
- بائع ومشتری کی نمائندگی کرنے والا فرد
- دونوں طرف سے معاہدہ قرار پانا، جیسا کہ انٹرنیٹ پر اشیاء کو ان کی خصوصیات کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ قیمت کو واضح طور پر بیان کیا جاتا ہے، انٹرنیٹ کے ذریعے خرید و فروخت کے اس عمل کو "ای کامرس" اور "نیٹ سرفنگ" کہا جاتا ہے[xiii]۔
- فریقین کی آمادگی: اس میں اشیاء کا ظاہر ہونا، کتابت میں ویب سائٹ پر موجود تحریر کو بطور قرینہ قبول کرنا، قیمت کا واضح ہونا وغیرہ ہیں[xiv]۔

ڈیجیٹل ذرائع سے منعقد ہونے والی تجارت کی شرائط

آن لائن تجارت میں عمومی تجارت کی طرح کچھ ارکان کا ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے مثلاً:

1۔ فریقین / عاقدان

بائع ومشتری کے درمیان تجارت کے معاہدے کو حتمی شکل دینے کے لیے کچھ شرائط کا پایا جانا لازم ہے مثلاً، دونوں فریق عاقل و بالغ ہوں، عقل سلامت ہو، مجنون نہ ہو اور نہ ہی کم سن ہوں اگر یہ تینوں باتیں موجود ہوں تو الیکٹرانک معاہدہ طے نہیں پائے گا کیونکہ انہیں امور سے فریقین کی اہلیت کا تعین ہوتا ہے لہٰذا اگر ان باتوں کا خیال نہ رکھا جائے تو جعل سازی کا احتمال ہوتا ہے۔

2۔ بائع ومشتری کی رضامندی

یہ معاہدوں کی اصولی بنیاد میں سے ہے جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

"إِلاَّ أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ"[xv]۔ "سوائے اس کے کہ تمہاری باہمی رضامندی سے تجارت ہو"۔

3۔ عقد کے الفاظ

الفاظِ عقد میں چار شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے:

- باہمی معاہدہ کا پورا علم ہو
- ایجاب و قبول میں موافقت ہونا

- الفاظِ عقد قطعی ہوں
- ایجاب و قبول کا انعقاد[xvi]

فریقین کو معاہدہ کا مکمل علم ہو:

فروخت کنندہ اور خریدار کے درمیان ایجاب و قبول بالکل صریح الفاظ میں ہو، جیسے فون یا پھر تحریری صورت میں اس کا اظہار انٹرنیٹ کے ذریعے ہو۔

ایجاب و قبول میں موافقت ہونا:

آن لائن تجارت میں موافقت سے مراد فروخت کنندہ اور خریدار میں ویب سائٹ کے "Terms/Conditions" اور "Checkout" کے بٹن سے ہوتا ہے[xvii]۔

الفاظِ عقد کا صریح ہونا:

لین دین میں الفاظ بالکل صاف اور واضح ہوں، اس میں کسی قِسم کا ابہام نہ پایا جائے۔ اشیاء کی صفات کا کلی طور پر علم ہونا ضروری ہے اور فریقین معاہدہ کو ان الفاظ کے ذریعے عمل درآمد پر متفق ہو جائیں۔ فقہ المعاملات کا یہ بنیادی اصول ہے کہ لین دین میں "غیر یقینی" اور "مبہم" ہونے سے بچا جائے[xviii]۔

ایجاب و قبول:

الیکٹرانک تجارت میں فروخت کنندہ اپنی اشیاء کو ویب سائٹ پر دستیاب کرتا ہے اور خریدار کسی چیز کو لینے کے لیے اس پر "کلک" کرتا ہے اور مطلوبہ چیز فروخت کنندہ کی طرف سے بھیج دی جاتی ہے۔ یہ عمل محض اپنی اشیاء کو دکھانے کا ہے جیسے عمومی دکاندار شاپ پر مصنوعات کو دکھاتے ہیں، اس عمل میں ایجاب و قبول نہیں پایا جاتا بلکہ یہ عمل ایک دعوت ہے۔

مفتی محمد تقی عثمانی رقمطراز ہیں:

> "وکذلک الدعوة العامه عن طریق النشرة فی الصحف والمجلات والاعلانات المنشورة عن طریق المذیاع والتلفزیون لیست ایجابا،وانما ھی دعوة عامة للتعاقد،فان تقدم احد بایجاب الشراء اعتمادا علی ھذه النشرات او الاسعار،فالبائع له خیار القبول،ولا یتم البیع الا بقبول منه"[xix]۔
>
> "اسی طرح رسائل و اخبارات میں تشہیر کے ذریعے، یا ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اعلانات کے ذریعے دی جانے والی عام دعوت ایجاب نہیں ہوتی بلکہ یہ عام دعوت ہوتی ہے تا کہ معاہدہ کیا جاسکے۔ پس اگر کوئی فرد ان اشتہارات یا قیمتوں پر اعتماد کرتے ہوئے ایجاب پیش کرے تو فروخت کنندہ کو قبول یا رَد کا اختیار ہو گا اور بیع اس کی قبولیت تک مکمل نہیں قرار پاتی"۔

خریدار کسی چیز کا انتخاب کر کے اس پر کلک کرتا ہے تو اِسے ایجاب تصور کیا جائے گا اور اگر اس ایجاب کو فروخت کنندہ نے بذریعہ ای میل یا میسج قبول کر لیا تو معاملہ مکمل تصور ہو گا اور اگر فروخت کنندہ نے یہ نہیں کیا بلکہ مطلوبہ چیز کو ہی خریدار کی طرف بھیج دیا تو فروخت کنندہ کا یہ عمل قبول مانا جائے گا اور معاملہ تکمیل کو پہنچ جائے گا[xx]۔

ایجاب و قبول کا متصل ہونا:

تجارتی لین دین میں ایجاب و قبول کی بڑی اہمیت ہے جب تک یہ دونوں چیزیں نہیں پائی جائیں گی معاملہ مکمل نہیں ہو گا لہٰذا الیکٹرانک معاہدات میں خلل نہ ہو، فقہاء کرام کے نزدیک "متصل" ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ فوراً جواب دیا جائے بلکہ جب تک فریقین کے درمیان کوئی تیسرا موضوع شروع ہو جائے یا فروخت کنندہ مجلس سے چلا جائے تو ایجاب منسوخ ہو جاتا ہے۔ چیز کو بیچنے والے اور خریدنے والے میں اعراض کو بے یقینی تصور کیا جاتا ہے کیونکہ فریقین کے درمیان طویل وقفہ اعراض کے مترادف ہے۔

ابن عابدینؒ لکھتے ہیں:

"ان الایجاب یبطل بما یدل علی الاعراض"[xxi]۔

"ایسا ایجاب جس میں اعراض پایا جائے تو معاہدہ تجارت باطل قرار پائے گا"۔

الیکٹرانک معاہدات میں مجلسِ عقد

ذرائع ابلاغ اور مواصلات نے ایسی ترقی کی ہے کہ ماضی میں ایسی ترقی کا تصور بھی نہیں تھا لیکن دورِ جدید میں پوری دنیا ایک "کلک" کی دوری پر ہے، دنیا اب ایک گھر کی مانند ہے اور دنیا کے کسی کونے میں ڈیجیٹل ذرائع سے رابطہ ممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ کے استعمال میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے، اس لیے اب لین دین کے معاملات اور تجارت کا دائرہ کار وسعت اختیار کر گیا ہے۔ چونکہ تجارتی معاملات میں مجلسِ عقد کو بہت اہمیت حاصل ہے اسی مسئلہ کو یہاں سمجھنے کی کوشش کی جائے گی۔

عقود و معاملات کے منعقد ہونے میں وقت و مقام کی یکسانیت کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ الیکٹرانک معاہدات میں اتحاد و مکان مقصود ہے یا پھر اتصال واقتران ہدف ہے، اسی کے متعلق یاسر النجار لکھتے ہیں:

"يُشترَطُ أنْ يَكونَ الإيجابُ والقَبولُ في مَجلِسٍ واحِدٍ، فلا بدَّ مِنْ اتّحادِ المَجلِسِ، فإنِ اختلَف المَجلِسُ لا يَنعقِدُ، فإذا قامَ أحَدُ المُتعاقدَيْنِ مِنْ المَجلِسِ بعدَ الإيجابِ، وقبلَ القَبولِ بطَل الإيجابُ؛ لأنَّ القيامَ يَدلُّ على الإعراضِ والرُّجوعِ وعَدَمِ الرّضا، فيَبطُلُ العَقدُ به، كَسائِرِ عُقودِ المُبادَلةِ"[xxii]۔

"عقود کی شرائط میں سے ہے کہ ایجاب و قبول ایک ہی مجلس میں ہوں اگر اس عمل کے منعقد ہونے سے پہلے فریقین

میں سے کوئی ایک فریق مجلس سے چلا جائے تو ایجاب نہ ہو گا۔ کیونکہ چلے جانا، اعراض، رجوع اور عدمِ رضامندی پر دلیل ہے لہٰذا عقد واقع نہ ہو گا جیسے دیگر مالیاتی عقود میں ہوتا ہے"۔

الیکٹرانک معاہدات میں چونکہ مجلسِ عقد کا دارومدار انٹرنیٹ اور ٹیلیفون وغیرہ پر منحصر ہوتا ہے، ویڈیو کانفرنسنگ اور فون کے ذریعے تجارت میں ایجاب و قبول معتبر ہو گا۔ اگر انٹرنیٹ پر فریقین موجود ہیں، ایک فریق کی طرف سے ایجاب کیا جاتا ہے اور دوسرا فریق اسے قبول کر لیتا ہے تو بیع منعقد ہو جائے گی، ایسی صورت میں عاقدین کو متحد المجلس مانا جائے گا[xxiii]۔

اگر ڈیجیٹل مواصلاتی ذرائع سے ایک فرد کو بیع کی آفر کی گئی اور دوسرا فریق اس وقت انٹرنیٹ پر دستیاب نہیں تھا، بعد میں اس نے آفر والا پیغام وصول کیا، لین دین کی یہ صورت کتابت و تحریر کے تحت تصور کی جائے گی اور جس وقت وہ دوسرا فریق اس پیشکش کو دیکھے اور پڑھے گا تو اسی وقت رضامندی کو ظاہر کرنا ہو گا[xxiv]۔

الیکٹرانک معاہدات میں مجلسِ عقد اس صورت کا نام ہے جس میں ایجاب و قبول ہوتا ہے خواہ فریقین ایک جگہ پر موجود ہوں یا وہ جدا جدا ہوں، گویا مجلس کے اختلاف و اتحاد کی بنیاد اقتران اور ارتباط پر ہے نہ کہ وحدت مکان پر۔

نصوص میں تملیکات کے لیے شرطِ اول فریقین کا راضی ہونا ذکر کیا گیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَأْكُلُواْ أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلاَّ أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ"[xxv]

"اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ، اِلا یہ کہ کوئی تجارت باہمی رضامندی سے وجود میں آئی ہو"۔

انٹرنیٹ پر فروخت کنندہ اور خریدار کے علاوہ کسی تیسرے شخص کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ فریقین کی معلومات تک رسائی حاصل کرے اور عقد مکمل ہونے سے پہلے معلومات حاصل کرنا، راز جاننے کے مترادف قرار دیا ہے جو کہ ناجائز ہے کیونکہ یہ جاسوسی کی قسم ہے۔ الیکٹرانک معاہدات میں مجلسِ عقد کی تکمیل سے قبل تمام معاملات کو راز داری سے ادا کرنے کا کہا ہے کیونکہ تیسرا شخص اگر اس معاملہ داخل ہو جائے تو یہ فریقین کے مفادات کا سرقہ، خیانت اور تجسس سے تعبیر کیا جائے گا، اس کی تائید حدیثِ مبارکہ سے ہوتی ہے جسے حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کیا ہے:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ :عَنِ النَّبِيِّ ﷺقَالَ :مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ، فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ أَنْ يَفْقَئُوا عَيْنَهُ"[xxvi]۔

جس طرح بغیر اجازت کے کسی کے گھر میں جھانکنے کی ممانعت ہے اِسی طرح کسی کے نجی امور میں داخل ہونے کی بھی اجازت نہیں ہے لہٰذا الیکٹرانک معاہدات میں خفیہ معلومات تک رسائی حاصل کرنا بھی اس میں داخل ہے۔

وائرلیس اور فون وغیرہ کے ذریعے معاملہ بیع کرنا

ہر تجارتی لین دین میں یہ لازم نہیں ہے کہ فریقین ایک ہی جگہ پر موجود ہوں کیونکہ یہ ممکن ہے کہ متعاقدین مختلف اور الگ مقام پر ہوں، جب فریقین کے درمیان ذریعہ ارتباط پایا جائے گا جیسے وائرلیس، فون اور یا کتابت کے ذریعے معاملات انجام کو پہنچ جائیں، اتحادِ مجلس میں وقت اور زمانہ کا اتحاد مراد ہے جس میں فریقین عقد کریں، اسی بناء پر فقہاء نے قاعدہ بیان کیا ہے:

"لأن المجلس جامع المتفرقات"[xxvii]

معاملات میں فقہ حنفی کی جانب سے وحدتِ مجلس کی شرط

معاہدات و معاملات میں اتصالِ مجلس کی شرط کسی واضح نص شرعی سے معلوم نہیں ہوئی، بلکہ یہ اشارۃ النص سے ثابت ہوتی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:البيعان بالخيار مالم يتفرقا"[xxviii]

"آپس میں خرید و فروخت کرنے والے فریقین کو اختیار ہے جب تک وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں"۔

ایک اور حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

"قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :الْبَائِعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا"[xxix]

مذکورہ احادیث کی تاویل یوں کی جاسکتی ہے کہ مجلس سے ان کی مراد یہ نہ تھی کہ خاص جگہ یا مکان کو مجلس قرار دیں، بلکہ مجلس کی یہ صورت تھی کہ فریقین باہم ایک دوسرے کی غرض و مقصود کو جان سکیں، یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے روبرو گفتگو کے علاوہ ابلاغ یا مراسلت کو بھی جائز قرار دیا ہے۔

ڈیجیٹل دستخط کا شرعی حکم

دستخط کسی شخص کی ایک واضح علامت کا نام ہے، جسے صاحبِ دستخط اپنی قبولیت کو ظاہر کرنے کے لیے بیع نامہ پر کرتا ہے۔ڈیجیٹل دستخط کو ایک معتبر حجت مانا جاتا ہے کیونکہ الیکٹرانک دستخط کو روایتی دستخط کی مانند مانا جاتا ہے، جدید ذرائع مواصلات میں لوگ جو تعامل کرتے ہیں ان کے درمیان ایسے دستخط متعارف ہیں۔ فقہی قاعدہ ہے:

"المعروف عرفا كالمشروط شرطا"[xxx]۔ "عرف میں جو چیز معروف ہو وہ مشروط ہی کی طرح ہے"۔

معاملات میں عرف اور حالات کی رعایت

باہمی لین دین اور تجارت کے مسائل (صرف اور سود کے مسائل کو چھوڑ کر) میں عموماً شریعت نے تفصیلات میں جانا پسند نہیں کیا بلکہ تفصیلات کی بجائے کچھ اساسی رہنما اصول بتائے تاکہ معاملات کی صورت گری کو حالات اور عرف پر چھوڑ دیا جائے، اس کا فائدہ یہ ہوا کہ ہر دور کے لوگ اپنے عہد کی ضرورتوں اور حالات کو سامنے رکھتے ہوئے معاملات کو بجالائیں۔

علامہ ابن قدامہ رقمطراز ہیں:

"البَيْعُ على ضَرْبَيْنِ، أحدهما الإيجَابُ والقَبُولُ، الضَّرْبُ الثَّانِي، المُعَاطَاةُ، مِثْلُ أنْ يقولَ :أَعْطِنِي بهذا الدِّينَارِ خُبْزًا. فيُعْطِيه ما يُرْضِيهِ، أو يقولَ :خُذْ هذا الثَّوْبَ بِدِينارٍ. فَيَأْخُذُهُ، فهذا بَيْعٌ صَحِيحٌ. نَصَّ عليه أحْمَدُ،وقولُ مَالِكٍ نَحْوٌ من هذا، فإنه قال :يَقَعُ البَيْعُ بما يَعْتَقِدُه النَّاسُ بَيْعًا .وقال بعضُ الحَنَفِيَّةِ :يَصِحُّ فِي خَسائِسِ الأَشْياءِ. وحُكِيَ عن القاضي مِثْلُ هذا، قال :يَصِحُّ فِي الأَشْياءِ اليَسِيرَةِ دُونَ الكَبِيرَةِ. ومَذهبُ الشَّافِعِيِّ، رَحِمَهُ اللَّه، أنَّ البَيْعَ لا يصِحُّ إلَّا بالإيجابِ، والقَبُولِ. وذَهَبَ بعضُ أصْحابِه إلى مِثْلِ قَوْلِناولَنا، أنَّ اللَّه أَحَلَّ البَيْعَ، ولم يُبَيِّنْ كَيْفِيَّتَهُ، فَوَجَبَ الرُّجُوعُ فيه إلى العُرْفِ، كما رُجِعَ إليه فِي القَبْضِ والإحْرَازِ والتَّفَرُّقِ، والمُسْلِمُونَ فِي أسْوَاقِهِمْ وبِيَاعَاتِهِمْ على ذلك.ولِأنَّ الإيجابَ والقَبُولَ إنما يُرَادَانِ لِلدَّلَالَةِ على التَّرَاضِي فإذا وُجِدَ ما يَدُلُّ عَلَيْه، مِنَ المُسَاوَمَةِ والتَّعَاطِي، قَامَ مقَامَهما، وأجْزَأَ عنهما؛ لِعَدَمِ التَّعَبُّدِ فيه"[xxxi]

"بیع کی دو اقسام ہیں، ان میں سے ایک ایجاب و قبول ہے اور دوسری قسم معاطاۃ ہے، مثلاً یہ کہے کہ مجھے اس دینار کے بدلے ایک روٹی دو، چنانچہ وہ اس کو ایسی چیز دے جو اسے پسند آئے، یا وہ ایسا کہے کہ یہ کپڑا ایک دینار کے بدلے لے لو تو وہ اسے لے، تو ایسا کرنا صحیح ہے۔ امام احمد نے اس کو بیان کیا ہے، امام مالک کا قول بھی اسی کے موافق ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا، اس چیز سے بیع واقع ہو جائے گی جسے لوگ بیع سمجھیں۔ بعض حنفیہ نے کہا، عام اشیاء میں بیع درست ہو جائے گی۔ قاضی سے اسی طرح نقل کیا گیا ہے، وہ کہتے ہیں، چھوٹی چیزوں میں بیع درست ہو گی جبکہ بڑی چیزوں میں نہیں۔ امام شافعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ بیع صرف ایجاب و قبول ہی کے ذریعے واقع ہو گی اور ان کے بعض اصحاب کی رائے ہمارے قول کی طرح ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ کریم نے بیع کو حلال قرار دیا ہے اور اس کی کیفیت بیان نہیں فرمائی لہٰذا اس میں عرف کی طرف پلٹنا واجب قرار پایا، جیسا کہ اس کی طرف حصول، قبضہ اور الگ ہونے میں رجوع کیا ہے اور مسلمانوں کا بازاروں میں اسی پر عمل ہے، نیز ایجاب و قبول کی ضرورت باہمی رضامندی کے لیے ہے لہٰذا بھاؤ تاؤ اور لین دین ایجاب و قبول کے قائم مقام ہوئی اور ان دونوں کی طرف سے کافی ہو گئی"۔

الیکٹرانک معاہدات میں گواہی کے معاصر اطلاقات

Electronic Contracts عصرِ حاضر میں معاملات اور تجارت کا ایک اہم سبیل بن چکے ہیں۔ دورِ جدید میں سماجی تبدیلیوں اور ٹیکنالوجی کے باعث گواہی کے روایتی تصورات میں کئی تبدیلیاں سامنے آئی ہیں۔ ڈیجیٹل معاہدات میں شہادت (گواہی) کا مسئلہ نہایت اہمیت کا حامل ہے اور فقہی نقطہ نظر سے بھی اس کا حل پیش کرنا ناگزیر ہے۔

قرآن کریم اور شہادت

قرآن مجید میں مالی معاملات کو لکھنے کی تاکید کی گئی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ۔وَاسْتَشْهِدُواْ شَهِيدَيْنِ من رِّجَالِكُمْ"[xxxii]

"اے ایمان والو! جب تم کسی معین میعاد کے لیے اُدھار کا کوئی معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔۔اور اپنے میں سے دو مردوں کو گواہ بنالو"۔

ایک اور مقام پر اللہ کریم کا ارشاد ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ كُونُواْ قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّهِ وَلَوْ عَلَى أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ"[xxxiii]

"اے ایمان والو! انصاف قائم کرنے والے بنو، اللہ کی خاطر گواہی دینے والے، چاہے وہ گواہی تمہارے اپنے خلاف پڑتی ہو، یا والدین اور اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف"۔

قرآن حکیم کی ایک اور آیت میں بیان کیا گیا ہے:

"فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللّهَ رَبَّهُ"[xxxiv]

"ہاں اگر تم ایک دوسرے پر بھروسہ کرو تو جس پر بھروسہ کیا گیا ہے وہ اپنی امانت ٹھیک ادا کرے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا پروردگار ہے"۔

مندرجہ بالا آیات میں شہادت کے متعلق واضح اور نہایت جامع ہیں، ان میں حق گوئی، دیانت داری اور عدل و انصاف پر خصوصی زور دیا گیا ہے۔ اسلام نے سماجی اور مالی معاملات میں استحکام کے لیے گواہی کو ایک اخلاقی فریضہ اور قانونی ضرورت قرار دیا ہے۔ الیکٹرانک معاہدات میں شہادت صرف "زبان" تک مخصوص نہیں رہی بلکہ ڈیجیٹل دستاویزات، میسیجز اور ای میل بطور گواہی کے متبادل تصور کیے جاتے ہیں، خاص کر جب ان کی تصدیق بھی ممکن ہو سکے۔

ڈیجیٹل ریکارڈز بطور گواہی

مالی معاملات میں الیکٹرانک ریکارڈز بطور ثبوت یا گواہی عصرِ حاضر کے قانون، فقہ اور تجارت تینوں حیثیتوں نے ایک اہم بحث اور نئی جہت پیدا کی ہے۔ موجودہ حالات کے تقاضوں میں اس کے فہم کے لیے شرعی توجیہ، اصولی بنیاد اور عملی اطلاقات تینوں صورتوں کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ جدید تقاضوں کے مطابق ڈیجیٹل ریکارڈز کو ضابطہ جاتی کاروائیوں میں معتبر ماننے کے لیے مخصوص شرائط وضوابط مقرر کی گئی ہیں، الیکٹرانک ریکارڈز سے مراد وہ تفصیلی مواد ہے جو ڈیجیٹل ذرائع میں محفوظ ہوتا ہے:

- بینکاری معاملات کی تفصیلات
- چیٹ ریکارڈ اور ای میلز

- رسیدیں اور آن لائن انوائسز
- ڈیجیٹل لیجر اندراجات یا بلاک چین

یہ ریکارڈز دستاویزی ثبوت کی معاصر شکلیں ہیں، جدید فقہاء کے ہاں قاعدہ ہے:

"إن الكتابة بين الغائبين كالنطق بين الحاضرين"[xxxv]۔"اس قاعدہ کی رُو سے ایسے فریقین جو دور (غائب) ہوں تو ان کے درمیان ہونے والی خط و کتابت کو زبانی بات کے متبادل مانا جائے گا۔ عصرِ حاضر میں اگر خط و کتابت کے ذرائع محفوظ ہوں تو انہیں ایسا ہی مستند سمجھا جائے گا جیسے بولا ہوا معتبر مانا جاتا ہے"۔

آڈیو اور ویڈیو شہادت

ڈیجیٹل معاہدات میں آڈیو اور ویڈیو کو گواہی کے معاصر اطلاقات میں شمار کیا جاتا ہے، یہ ایک عصری مسئلہ ہے جسے فقہی اصولوں کے تحت دیکھنے کی ضرورت ہے۔ یہ روایتی گواہی کی مثل نہیں بلکہ تحریری شہادت کے متبادل ہے، انٹرنیشنل فقہ اکیڈمی جدہ نے اپنی قرارداد نمبر 52 میں معاصر ذرائع ابلاغ کے توسط سے معاملات و معاہدات کو جائز قرار دیا ہے بشر طیکہ دھوکہ دہی، جعل سازی اور تحریف نہ ہو[xxxvi]۔

بائیو میٹرک تصدیق

الیکٹرانک معاہدات میں ڈیجیٹل حیاتیاتی شناخت کے ذریعے مالی معاملات کی توثیق کی جاتی ہے، اس کا تعلق حجیت قرائن اور اثباتِ حق سے ہے۔ بائیو میٹرک سے مراد انسان کی وہ منفرد حیاتیاتی شناخت ہے جس میں انگوٹھے کے نشان اور چہرے کی شناخت سے تصدیق کی جاتی ہے۔ فقہاء کرام نے شہادت کے ساتھ دیگر ذرائع کو مستند و معتبر مانا ہے، جیسے قرائن مثلاً فقہاء نے مضبوط قرائن کو فیصلہ کی بنیاد قرار دیا ہے، الیکٹرانک معاہدات میں بائیو میٹرک کے استعمال سے جعل سازی اور دھوکہ دہی سے بچا جا سکتا ہے، فقہی اصول ہے:

"الضرر يزال"[xxxvii]۔ "نقصان کو زائل کیا جائے گا"۔

"چونکہ مالی معاملات میں فریقین کی نامعلوم حیثیت اور دھوکہ دہی عقد کو فاسد کر دیتی ہے، لہٰذا بائیو میٹرک کی مدد سے عقد کو مستحکم کیا جاتا ہے۔

اسمارٹ کانٹریکٹس بطور گواہ

اس خود کار معاہدہ میں ایک خاص کوڈنگ کی مدد سے منظور شدہ شرائط کو فقہی طور پر "شرائطِ عقد" کے دائرے میں آتی ہیں۔ چونکہ اس خود کار نظام میں انسانی مداخلت نہیں ہوتی، اسی بناء پر یہ "شہادت حال" کی مضبوط ترین اور معاصر شکل ہے۔

فقہاء کرام نے اسے بالواسطہ طور پر قرائن قویہ اور ڈیجیٹل ریکارڈ کے تحت قبول کیا ہے، ابن قیم لکھتے ہیں:

"فهذا الحكم من أحسن الأحكام وأجراها على قواعد الشرع، والأحكام الظاهرة تابعة للأدلة الظاهرة من البينات والأقارير وشواهد الأحوال"[xxxviii]

"پس یہ فیصلہ بہترین فیصلوں میں سے ہے اور قواعدِ شرع پر منطبق ہونے والا ہے، ظاہری احکام تو ظاہری قوانین و دلائل کے زیر اثر ہوتے ہیں، جیسے کہ گواہیاں، اعترافات اور قرائنِ احوال"۔

عالمی سطح پر گواہی کا معیار

الیکٹرانک معاہدات میں گواہی کے عالمی معیار کو اگر اسلامی زاویہ نگاہ سے دیکھا جائے تو سب سے پہلے یہ بات اپنے ذہن سے نکال دینی چاہیے کہ صرف شاہدِ عینی کی گواہی قبول کی جائے گی حالانکہ فقہاء کرام گواہی کے معیار کو وسیع پیرائے میں اختیار کیا ہے، جس میں قرائن، کتابت اور دیگر دلائل سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔ فقہاء کرام نے اپنے اصولی مؤقف میں دیگر دلائل میں قرائن قویہ، عرف، کتابت، اقرار اور یمین کو شمار کیا ہے، ابن قیمؒ رقمطراز ہیں:

"فَالْبَيِّنَةُ اسْمٌ لِكُلِّ مَا يُبَيِّنُ الْحَقَّ وَيُظْهِرُهُ وَمَنْ خَصَّهَا بِالشَّاهِدَيْنِ،أَوْ الْأَرْبَعَةِ،أَوْ الشَّاهِدِ لَمْ يُوَفِّ مُسَمَّاهَا حَقَّهُ"[xxxix]۔

"پس بینہ اس چیز کا نام ہے جو حق کو واضح اور ظاہر کرے اور جس نے صرف دو گواہوں یا چار شہادتوں یا ایک گواہی کے ساتھ مخصوص کر دیا، اس نے حقیقی مفہوم کا حق ادا نہیں کیا"۔

ماہر افراد کی گواہی

الیکٹرانک معاہدات میں جب کوئی فریق انکار کرتا ہے تو ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے ماہرین کی شہادت حتمی تصور ہوتی ہے، یہ ماہرین درج ذیل مسائل پر گواہی دیتے ہیں:

- کیا، ای-دستخط (E-Signature) حقیقی ہیں؟
- آئی پی ایڈریس (IP Address) کے ذریعے مالی لین کی توثیق
- سرور لاگز (Server Logs) میں ڈیٹا کی ترمیم یا عدم ترمیم

ماہرین کی گواہی کے متعلق "المغنی" میں لکھا ہے:

"وَيُحْتَمَلُ أَنْ لَا تُقْبَلَ إلَّا مِنْ أَهْلِ الْخِبْرَةِ الْبَاطِنَةِ؛ لِأَنَّ عَدَمَ عِلْمِهِمْ بِوَارِثٍ آخَرَ لَيْسَ بِدَلِيلٍ عَلَى عَدَمِهِ، بِخِلَافِ أَهْلِ الْخِبْرَةِ الْبَاطِنَةِ"[xl]

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ معاملات ایسے ہوتے ہیں جس کی شہادت یا گواہی صرف ماہرین ہی دے سکتے ہیں کیونکہ

لوگ سطحی معلومات رکھتے ہیں جس کی بناء پر ماہر افراد کی طرف ہی رجوع کیا جاتا ہے، اس لیے ماہرین کی رائے کو معتبر مانا جاتا ہے اور ان کی رائے فیصلہ کن مانی جاتی ہے۔

پاکستانی تناظر میں قانونی حیثیت اور تدارک کے لیے موجود قوانین

مالی معاملات کو اگر جدید پاکستانی قوانین کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ صرف عینی گواہی تک محدود نہیں ہے بلکہ عصرِ حاضر میں اس کا اطلاق دیگر ذرائع سے بھی ثابت ہوتا ہے:

اس سے متعلقہ قانون: **Pakistan Electronic Transactions Ordinance, 2002**

اس قانون کے سیکشن نمبر 3 میں ڈیجیٹل دستاویزات کو قانونی حیثیت حاصل ہے اور اسی قانون کے سیکشن نمبر 7 میں الیکٹرانک دستخط کو معتبر و مستند مانا گیا ہے[xli]۔

الیکٹرانک شہادت اور سائبر کرائم:

آن لائن فراڈ یا مالیاتی دھوکہ دہی میں پاکستان کے قانون سے رہنمائی ملتی ہے، ڈیجیٹل ڈیٹا کو بطور ثبوت پیشِ نظر رکھا جا سکتا ہے اور اس کے علاوہ فرانزک تجزیہ سے بھی توثیق کو قبول کیا ہے۔ جہاں الیکٹرانک گواہی کو قبول کیا گیا ہے وہاں قوانین بھی بنائے گئے ہیں تاکہ معاملات کو صاف رکھا جائے:

Prevention of Electronic Crimes Act 2016:

اس قانون کی شق نمبر 11 میں اگر کوئی فرد کسی کو دھوکے دینے کے لیے ڈیجیٹل دھوکہ دہی کرتا ہے تو جرم ثابت ہونے پر تین سال کی قید یا دو لاکھ پچاس ہزار تک جرمانہ عائد کیا جا سکتا ہے[xlii]۔

اسی طرح شق نمبر 12 میں اگر کوئی (Electronic Fraud) کی نیت سے ڈیٹا یا انفارمیشن سسٹم استعمال کرتے ہوئے کسی فرد کو (Wrongful gain) دھوکہ دے تو اس کی سزا دو سال قید یا ایک کروڑ روپے تک جرمانہ کی صورت میں دی جا سکتی ہے[xliii]۔

فارنسک لیبارٹری اور ماہرین کی رائے:

مالی معاملات میں (Forensic analysis reports) کو بطور ثبوت عدالتوں میں پیش کیا جا سکتا ہے اور وفاقی حکومت کی طرف سے قائم کردہ فارنسک لیبارٹری ان ڈیجیٹل ثبوتوں پر اپنا ماہرانہ مؤقف پیش کرے گی۔ اس قانون کی شق نمبر 41(4) میں اس کا واضح ذکر موجود ہے اور مالی معاملات یا دیگر جرائم میں شہادت کے طریقہ کار کے لیے قانون شہادت آرڈر 1984 کی اتباع کی جائے گی[xliv]۔

اس ایکٹ کا ایک مقصد یہ ہے کہ عصرِ حاضر میں مالی معاملات کو ڈیجیٹل ذرائع سے تکمیل تک پہنچانے میں E-Commerce اور

e-payments کے نظام کو محفوظ بنایا جائے تا کہ کاروباری افراد کو سرمایہ کاری میں محفوظ ماحول میسر کیا جا سکے[xlv]۔

حاصل بحث

اسلامی قانون کے ہمہ گیر اور لچکدار اصولوں کے مطابق ڈیجیٹل معاہدات دورِ جدید کی ایک اہم ضرورت ہے، کیونکہ فقہی قاعدہ" معاہدات میں اصل اعتبار مقاصد اور معانی کا ہے" کے تحت الیکٹرانک ذرائع مثلاً ویب سائٹ پر کلک، ای میل(Email) یا ای دستخط(E Signature) کو فریقین کی رضامندی اور ایجاب و قبول کا مستند و معتبر اظہار تسلیم کیا جاتا ہے۔ گواہی کے ضمن میں جدید آلات جیسے بلاک چین، بائیو میٹرک تصدیق اور سسٹم لاگز سے برآمد ہونے والے نتائج کو تسلیم کرنا چاہیے اور ان کی حیثیت قرائن کی ہونی چاہیے جسے فقہاء متقدمین نے تسلیم کیا ہے۔ اسی طرح الیکٹرانک معاہدات میں ماہرین کی رائے کو قبول کیا جاتا ہے۔ پاکستان کے تناظر میں اگر دیکھا جائے تو قانونی لحاظ سے جدید قوانین موجود ہیں مگر ناکافی ہیں، الیکٹرانک معاہدات کے حوالے سے قانون سازی ہونی چاہیے اور قوانین کو مزید مؤثر کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

سفارشات و تجاویز

1. الیکٹرانک معاہدات کو شرعی ضابطہ میں مؤثر طریقہ سے لایا جائے تا کہ عصرِ حاضر کی معاشی اور قانونی ضروریات کو پورا کیا جا سکے۔
2. مجلسِ عقد کو جدید معاصر مواصلت کے تحت استوار کیا جائے تا کہ ورچوئل ذرائع سے ہونے والے عقد کو شرعی لحاظ سے معتبر و مستند سمجھا جائے۔
3. الیکٹرانک ریکارڈز، بلاک چین اور سسٹم لاگز جیسے ناقابلِ انکار ثبوت کو معاصر مسائل و مباحث کی روشنی میں قرائنِ قاطعہ اور معاون گواہی کی حیثیت سے قبول کرنا چاہیے۔
4. ڈیجیٹل معاہدات میں دھوکہ دہی یا تنازعات کی صورت میں(IT Experts) کی شہادت اور فیصلہ کو حتمی خیال کیا جانا چاہیے۔
5. E-Payments اور E-Commerce کے نظام کو تحفظ فراہم کیا جائے تا کہ سرمایہ دار محفوظ ماحول میں پیسہ لگائیں اور اپنے کاروبار کو ترقی دے سکیں۔
6. الیکٹرانک معاہدات میں(E-Signature) کی قانونی حیثیت اور جعل سازی سے بچنے کے لیے پاکستان کے قوانین کو مؤثر انداز سے نافذ کیا جائے اور عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔
7. ڈیجیٹل معاہدات ایسے ہونے چاہیے جس میں عدل، سچائی اور شفافیت ہو اور وہ دھوکہ دہی، سود یا کسی بھی لحاظ سے حرام چیزوں کے لین دین سے کلی طور پر پاک ہوں۔

8. مالی معاملات میں دھوکہ دہی سے بچانے اور ان کی تصدیق کو یقینی بنانے کے لیے چہرے کی پہچان اور انگوٹھے کے نشان کو بطور قرائن قاطعہ استعمال کیا جائے۔
9. الیکٹرانک معاہدات میں اسلامی قوانین کو سمجھنے کے لیے مختلف سیشنز کروائے جائیں تاکہ کاروباری افراد میں اس کے متعلق آگاہی پیدا ہو۔
10. ڈیجیٹل لین دین کے بڑھتے ہوئے رجحان کو دیکھتے ہوئے ملکی قوانین کو مزید سخت بنایا جائے اور غیر قانونی سرگرمیوں کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

---

[i] وھبۃ بن مصطفیٰ الزحیلی،الفقه الاسلامی وادلته (دمشق:دار الفکر، س ن)161/1

[ii] ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضرات فقہ (لاہور:الفیصل ناشران،2017ء)ص266-269

[iii] ابو حامد الغزالی،المستصفیٰ فی اصول الفقه (قاہرہ:مطبعہ امیریہ،1322ھ)287/1

[iv] محمد نجات اللہ صدیقی،مقاصدِ شریعت (اسلام آباد:ادارہ تحقیقات اسلامی، طبع 3،2018ء)ص16

[v] ابراہیم بن موسیٰ بن محمد الشاطبی، الموافقات(قاہرہ:دار ابن عفان،1997ء)413/6

[vi] احمد بن شیخ محمد الزرقا،شرح القواعد الفقہیہ(دمشق:دار القلم،1989ء)ص55

[vii] مجموعۃ من المؤلفین،الموسوعة الفقہیه الکویتیه(کویت:وزارۃ الاوقاف والشون الاسلامیہ،1404ء)160/28

[viii] وہبہ بن مصطفیٰ الزحیلی،الفقه الاسلامی وادلته(دمشق:دار الفکر، س ن)3313/5

[ix] عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ، المغنی(سعودیہ: دار عالم الکتب للطباعۃ والنشر والتوزیع،1997ء)281/8

[x] محمد طاہر ابن عاشور،مقاصد الشریعه الاسلامیه(قطر:وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیہ،2004ء)192/3

[xi] محمد مصطفیٰ الزحیلی،الوجیز فی اصول الفقه الاسلامی(دمشق:دار الخیر للطباعۃ والنشر والتوزیع،2006ء)135/1

[xii] جمال نادر، اساسیات ومفاہیم التجارۃ الالکترونیۃ(عمان:دار الاسراء، س ن)ص6

[xiii] ڈاکٹر محمد فیض الرحمان، ضیاء الرحمان، آن لائن تجارت،تعارف خصائص اور فقہی احکام(کراچی: مرکز الترجمہ والتحقیق للاقتصاد الاسلامی،2019ء)ص76

[xiv] ایضا،ص77

[xv] النساء29:4

[xvi] ابو بکر بن مسعود الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع(بیروت: دار الکتب العلمیہ،1327ھ)133/5

[xvii] عبد الکریم بن محمد الرافعی، فتح العزیز بشرح الوجیز(بیروت: دار الفکر)41/10

[xviii] ترجمہ: محمد فہیم اختر ندوی، انٹرنیشنل فقہ اکیڈمی جدہ کے شرعی فیصلے(نئی دہلی: ایفا پبلیکیشنز، طبع دوم،2012ء)ص459

[xix] محمد تقی عثمانی، فقہ البیوع(کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2015ء)1/37

[xx] مفتی شاد محمد شاد، مالی معاملات: اصولی مباحث اور جدید تحقیقات(اسلام آباد: اکادیمیہ الحسان، طبع اول، 2022ء)2/782

[xxi] محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین، رد المحتار(بیروت: دار الفکر، طبع دوم، 1992ء)20/4

[xxii] یاسر بن احمد بن بدر النجار، موسوعۃ الفقہ علی المذاہب الاربعہ(قاہرہ: دار التقوی، 2023ء)6/30

[xxiii] انٹرنیٹ اور جدید ذرائع ابلاغ، دینی مقاصد اور عقود و معاملات کے لیے استعمال(کراچی: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، 2009ء)ص217

[xxiv] ایضا

[xxv] النساء4:29

[xxvi] ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری، صحیح مسلم(ترکیا: دار الطباعۃ العامرہ، 1334ھ)باب: تحریم النظر فی بیت غیرہ، رقم الحدیث:2158

[xxvii] علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل مرغینانی، الھدایہ فی شرح بدایۃ المبتدی(بیروت: دار احیاء التراث العربی، 2004ء)3/23

[xxviii] ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، جامع المسانید والسنن(بیروت: دار خضر للطباعۃ والنشر والتوزیع، 1998ء)رقم الحدیث:2623

[xxix] احمد بن الحسین بن علی البیہقی، السنن الکبری(بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2003ء)رقم الحدیث:0436

[xxx] فخر الدین حسن بن منصور بن محمود الفرغانی المعروف قاضی خان، شرح الزیادات(کراچی: المجلس العلمی، 2000ء)2/671

[xxxi] عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ، المغنی(الریاض: دار عالم الکتب للطباعۃ والنشر والتوزیع، 1997ء)6/7،8،9

[xxxii] البقرۃ2:282

[xxxiii] النساء4:135

[xxxiv] البقرۃ2:283

[xxxv] محمد مصطفیٰ الزحیلی، القواعد الفقہیہ و تطبیقاتھا فی المذاہب الاربعہ(دمشق: دار الفکر، 2006ء)1/339

[xxxvi] International Islamic Fiqh Academy (Jeddah: Kingdom of Saudi Arabia, 2024)5th Edition, Resolution No. 52, p 100

[xxxvii] محمد عمیم الاحسان المجددی البرکتی(کراچی: الصدف پبلشرز، 1986ء)ص88

[xxxviii] محمد بن ابی بکر بن ایوب ابن قیم الجوزیہ، اعلام الموقعین عن رب العالمین(الریاض: دار عطاءات العالم، 2019ء)3/439

[xxxix] ابن قیم، الطرق الحکمیہ(بیروت: مکتبہ دار البیان، س ن)ص11

[xl] ابن قدامہ، المغنی، تحقیق: طہ الزینی(قاہرہ: مکتبہ القاہرہ، 1969ء)10/143

[xli] https://pakistancode.gov.pk/pdffiles/administratordbc98dd49f2df3b1d07bb986dcceb9a3.pdf, p:7,8

[xlii] https://www.na.gov.pk/uploads/documents/1470910659_707.pdf, p:7

[xliii] ibid

[xliv] ibid, p:23،24

[xlv] ibid, p:24,25